"یہ پنک اور اورنج مکس شیڈڈ بلش آن تو بڑا ہی زبردست ہے ٹرائی تو کرو...... دیکھنا کیسے تمہاری اسکن شائن کرے گی اس کو لگانے سے cheeks پر بڑی فریش لک آجاتی ہے۔" عظمیٰ نے ایک مہنگے برانڈ کی بلش آن کٹ آفرین کو دیتے ہوئے کہا۔ دسمبر کی نرم گرم دھوپ کالج کے وسیع و عریض گراؤنڈ کو سکون آمیز حدت بخش رہی تھی اور اسی دھوپ میں تھرڈ ائیر کی وہ تینوں طالبات اپنے یخ بستہ وجود میں سرور آمیز حرارت

جسٹ فار انجوائے منٹ

نور عین

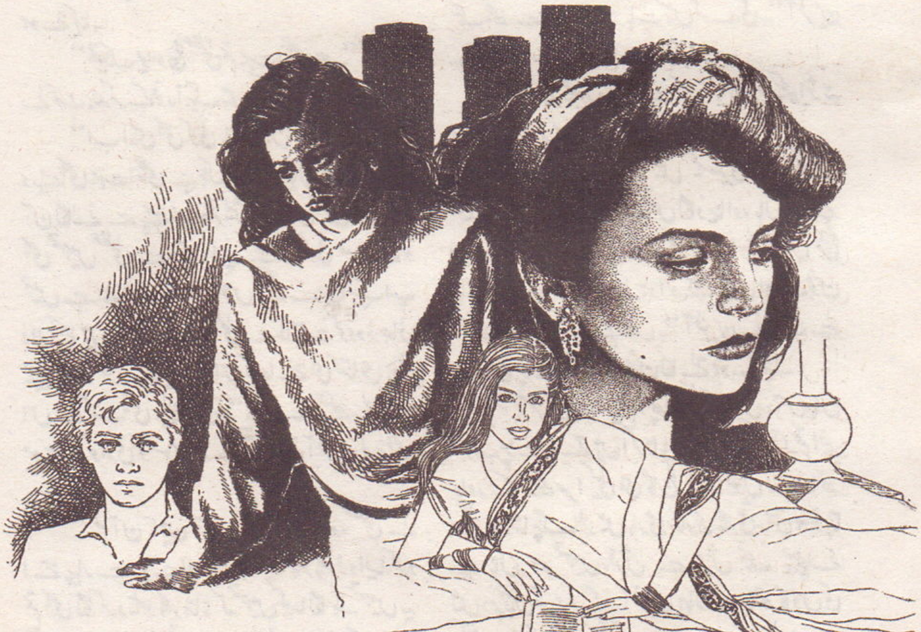

سمور ہی تھیں۔

آفرین اور ماہین کزنز تھیں جن کا تعلق قریبی گاؤں سے تھا جبکہ عظمیٰ اسی شہر کی باسی تھی۔ عظمیٰ کا کھلا ڈلا انداز ماہین کو شروع دن سے ناپسند تھا۔ البتہ آفرین، عظمیٰ کی ماڈرن لک اور اسٹائلش طرزِ زندگی سے بے حد متاثر ہو چکی تھی اور اس کا برملا اظہار ماہین کے سامنے بھی کر چکی تھی۔ اس بار بھی وہ عظمیٰ کی چوائس سے بے انتہا متاثر ہوئی۔

''واؤ...... امیزنگ یار یہ تو واقعی کمال کی چیز ہے، دیکھو تو ذرا میرا چہرہ کیسے glow (چمکنے) کرنے لگا ہے۔'' آفرین نے بلش آن لگانے کے بعد ستائشی نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔ برش ابھی اس کے دائیں ہاتھ میں دبا ہوا تھا جس کو گالوں پر تیزی سے پھیرتے ہوئے اب وہ بلش آن بلینڈ کر رہی تھی۔

''اتنا پسند ہے تو تم رکھ لو، میں اور لے لوں گی۔'' عظمیٰ نے اپنے تراشیدہ بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سو مچ عظمیٰ تم بہت اچھی ہو۔'' آفرین نے کٹ بند کر کے فوراً بیگ میں رکھی۔

''اب ایسی بھی کوئی بات نہیں، تمہاری اسکن تو ویسے بھی بہت اچھی ہے بلکہ میرے خیال میں تو تم بلش آن لگانے سے پہلے زیادہ فریش لگ رہی تھیں اور ویسے بھی تمہیں عظمیٰ سے میک اپ لینے کی کوئی ضرورت تو نہیں ہے۔ تایا ابو سے کہنا وہ تمہیں مہنگے سے مہنگا میک اپ دلا سکتے ہیں۔ ابھی ہماری عظمیٰ سے ملاقات کو دو ڈھائی مہینے ہی تو گزرے ہیں، ہم اس کو جانتے ہی کتنا ہیں جو تم اس سے گفٹ بھی لینے لگیں۔'' ماہین کے تیکھے لہجے میں موجود ناگواری کو محسوس کر کے عظمیٰ نے آفرین کو برہمی سے دیکھا۔

''کم آن ماہین کیسی باتیں کر رہی ہو، عظمیٰ نے اتنے پیار سے دیا ہے اور تم...... اچھا چلو چھوڑو ایسا کرو تم بھی لگا کر دیکھو پھر بتانا کہ تمہیں کیسا لگا بلکہ تمہیں یہ بلش آن میں خود لگاتی ہوں۔'' آفرین نے بیگ سے کٹ نکالتے ہوئے مصالحتی انداز اپنایا۔

''اسٹاپ اٹ آفرین......! مجھے کالج میں پیسٹری بن کر گھومنے کا کوئی شوق نہیں اور اب چلو کیمسٹری کا پریکٹیکل مس ہو گیا تو مشکل ہو جائے گی۔ ایسے الٹے سیدھے کام کرنے کے بجائے اگر تم اپنی پڑھائی پر توجہ دو تو تمہارے بلکہ ہم سب کے لیے بہتر ہوگا۔'' ماہین نے اردگرد بکھری کتابیں بیگ میں ڈالتے ہوئے تنبیہی انداز میں کہا۔

''آفرین آئندہ اگر مجھ سے ملنا ہو تو اکیلی ہی آنا اپنی اس کزن کو اپنے ساتھ لانے کی زحمت نہ کرنا اور ہاں آج میرا اور حمیرا کا پزا کھانے کا پروگرام ہے اگر ملنا ہو تو فون کر کے بتا دینا۔'' عظمیٰ نے ایک جھٹکے سے اپنا بیگ اٹھا کر واک آؤٹ کرتے ہوئے کہا کہ ماہین کا پیسٹری والا طعنہ اس پر بڑی عمدگی سے فٹ ہوا تھا۔

''تم آئندہ مجھ سے بات مت کرنا، کیا ہو جاتا اگر تم عظمیٰ کو ایسی جلی کٹی نہ سناتیں، اب پتا نہیں وہ کب تک مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرے گی۔'' آفرین نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا۔

''چلو خیر چھوڑو اس بات کو۔'' ماہین پر کچھ اثر نہ ہوتا دیکھ کر آفرین نے موضوع بدلا۔

''ایسا ہے کہ آج میں کیمسٹری کا پریکٹیکل نہیں کروں گی تم میری اٹینڈنس لگا دینا اور ہاں گیٹ پر ہی میرا انتظار کرنا میں دو بجے تک کالج واپس پہنچ جاؤں گی اور اگر کوئی مسئلہ ہوا تو مجھے پی سی او سے فون کر لینا میرا نمبر تو یاد ہے ناں۔'' آفرین نے بیگ سے سائلنس پر لگا ہوا موبائل فون نکالتے ہوئے کہا۔

''آفرین...... یہ تم اچھا نہیں کر رہیں، ہم یہاں صرف پڑھنے آتے ہیں اگر تایا ابو کو پتا چل گیا کہ تم بغیر چادر کے ننگے سر اکیلی ہی کالج کی لڑکیوں کے ساتھ ہوٹلز اور شاپنگ مالز میں ماری، ماری پھرتی رہتی ہو تو پتا ہے ناں وہ تمہیں فرش سے عرش تک پہنچانے میں دیر نہیں کریں گے۔ آفرین ہمارے ساتھ گاؤں کی کتنی ہی لڑکیوں کا مستقبل جڑا ہوا ہے۔ ہماری ذرا سی

لغزش ان کے بہتر مستقبل کو نگل سکتی ہے اگر ہم بد نام ہو گئیں تو نہ صرف ہمارا جاہ و جلال والا خاندان در گور ہو جائے گا بلکہ گاؤں کی ساری لڑکیوں کی پڑھائی کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے گا۔'' ماہین نے آفرین کو سمجھانے کی کوشش کی۔

''اوہو...... ماہین کیسی باتیں کر رہی ہو، میں کچھ غلط نہیں کر رہی اور خدا نخواستہ ہماری بد نامی کیوں ہو گی، میں کون سا کسی لڑکے سے ملنے جا رہی ہوں۔ اپنے والدین کی عزت مجھے اپنی جان سے بھی بڑھ کر پیاری ہے میں تو بس اپنی فرینڈز کے ساتھ آؤٹنگ ہی تو کرتی ہوں، زیادہ سے زیادہ ہم کبھی کسی ریسٹورنٹ میں مل بیٹھ کے کھانا کھا لیتے ہیں اس سے زیادہ انجوائے منٹ کا تصور تو میں خواب میں بھی نہیں کر سکتی اور یہ کوئی ایسا گناہ تو نہیں بلکہ تم بھی ہمارے ساتھ آجاؤ، بڑا مزہ آئے گا۔ چلو ناں مجھے تو بھوک بھی بہت لگی ہے۔ تمہیں بھی لگی ہو گی بس کالج بند ہونے سے پہلے ہی واپس آجائیں گے کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا۔'' آفرین نے عظمیٰ کو میسج کرنے کے بعد بیگ سے شیفون کا لال دوپٹا نکالتے ہوئے ماہین کو لالچ دی۔

''نو تھینکس آفرین، تم شاید سمجھنا ہی نہیں چاہتیں...... اور تم کیا برائی کے راستے پر چلنے والا کوئی بھی شخص کبھی یہ مانتا ہی نہیں ہے کہ وہ غلط ہے ویسے بھی آفرین صحیح اور غلط کی کوئی universal definition تو ہوتی نہیں، بس ہمیں ہمارے ماں باپ جن کاموں سے روکتے ہیں ان کاموں کو کرنا ہمیشہ غلط ہوتا ہے۔ والدین کی بتائی گئی حدود کو پار کرنا ہمیشہ تباہ و برباد کر دیا کرتا ہے اگر تم ان کاموں سے باز نہ آئیں تو میں تائی امی کو سب کچھ بتا دوں گی۔'' ماہین کا نصیحت بھرا لہجہ یک دم ہی جارحانہ ہوا کہ آفرین پر کچھ اثر ہوتا نظر ہی نہیں آرہا تھا۔

''مجھے پتا ہے کہ تم اماں کو یہ سب کچھ بتانے کی غلطی کبھی نہیں کرو گی آخر ابھی تم نے MSC کرنی ہے اور تمہیں اکیلے کالج آنے کی پرمیشن ملنا تو ناممکن ہے چاچا، چاچی تو پہلے ہی تمہاری پڑھائی کے خلاف ہیں۔ سو میرا تمہارے ساتھ کالج آجا کتنا ضروری ہے، اس کا تو تمہیں اندازہ ہو گا۔'' اس نے بالوں میں برش کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے پکا یقین ہے، تم اماں سے کچھ نہیں کہو گی بالکل ویسے ہی جیسے تم نے اماں کو یہ نہیں بتایا کہ کالج میں فون لانے کی ممانعت ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ تمہارے لیے بھی پزا لے آؤں۔'' ماہین کے بے بس چہرے کو دیکھتے ہوئے آفرین مطمئن سے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆☆☆

''ارے ان انکل کی مونچھیں تو دیکھنا کیسی ہیں؟'' عظمیٰ نے پزا کھاتی ہوئی حمیرا کو مخاطب کیا۔

''واقعی یار، یہ تو موٹر سائیکل کا ہینڈل لگ رہی ہیں۔'' حمیرا نے بائٹ لیتے ہوئے جواب دیا۔

''گیں، گیں۔'' عظمیٰ نے موٹر سائیکل کی آواز نکالی۔

''مونچھیں ہیں کہ ہینڈل؟'' حمیرا نے ذرا اونچی آواز میں کہا جواباً انکل نے انہیں خشمگیں نظروں سے گھورا تھا۔

''گیں گیں۔'' اگلی آواز آفرین کی تھی جس کے ابا صرف اس وجہ سے کبھی اپنی فیملی کو کسی ہوٹل میں کھانا کھلانے لے کر نہیں گئے تھے کہ ایسی جگہوں پر نامحرم افراد ان کی بیٹیوں اور بیوی کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ برائی کا راستہ ایک لمبے ریشمی قالین کی طرح ہوتا ہے جس پر پہلا قدم رکھنے کے بعد انسان کب اس کے ریشمی احساس میں کھویا اس کے سرے پر پہنچ جاتا ہے اس کو پتا بھی نہیں چلتا۔

☆☆☆

''تمہاری آپی کی شادی کی تاریخ طے کرنے آرہے ہیں اس کے سسرال والے اور تم ہو کہ کالج سے ایک چھٹی بھی نہیں کر سکتیں۔ حیا اور فلزا ابھی چھوٹی ہیں۔ شزا سے تو کل میں کسی صورت کام نہیں کراؤں گی آخر اس کی شادی ہے، دلہن سے کام کرواتے ہم اچھے لگیں گے کیا؟ بس طے ہو گیا تم کل کالج نہیں جاؤ گی۔'' جنت

بیگم نے قطعیت بھرے انداز میں کہا
''لیکن اماں میرا کالج جانا بہت ضروری ہے، کل میرا بائیو کا ٹیسٹ ہے مہمانوں نے شام کو ہی آنا ہے میں تین بجے تک گھر پہنچ جاؤں گی پھر سارا کام کرلوں گی اگر کل کا ٹیسٹ نہ دیا تو میرا داخلہ نہیں جائے گا بے شک ماہین سے پوچھ لو۔'' آفرین نے غصے سے خاموش بیٹھی ماہین کو بلاوجہ گھسیٹا۔
''ج ج...... جی تائی امی!'' اس کی آواز کی لرزش اس کی بات کے جھوٹے ہونے کی طرف اشارہ کررہی تھی۔
''پلیز ابا آپ ہی سمجھائیں ناں اماں کو......'' آفرین نے باپ کو مدد طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
''ارے بھئی بھلیے لوکے ......''وہ ہولے سے کھنکھارے ''جانے دے ناں آفرین کو...... ایسا کرنا کل جمیلہ کو بلا لینا وہ تمہارا ہاتھ بٹا دے گی اسے کچھ رقم دے دینا ویسے بھی اس غریب بیوہ کا کوئی آسرا تو ہے نہیں اوپر سے غیرت مند بھی بہت ہے چلو اس کی مدد بھی ہوجائے گی۔'' انہوں نے گویا مسئلہ حل کیا۔
''آفرین کی پڑھائی بہت ضروری ہے۔ دیکھنا پڑھ کر کیسے ہمارا نام روشن کرے گی۔'' ابا نے آفرین کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا تو اماں ہولے سے مسکرا دیں۔
''ہاں مجھے یاد آیا تو دینو کسان کی بیوی سے افسوس کرنے گئی تھی اس کی بیٹی کی خودکشی نے تو دینو کو کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔'' چوہدری اختر نے حقے کا ایک گہرا کش لیتے ہوئے پوچھا۔
''ہاں گئی تھی بہت بری حالت تھی فضلاں کی بہت رو رہی تھی، بیٹی کی موت کا دکھ تو جو ہے سو ہے بدنامی نے سارا خون نچوڑ لیا ہے، نازو اپنی پسند کی شادی کرنا چاہتی تھی اور جہاں وہ چاہتی وہاں دینو کسان کی برسوں پرانی خاندانی دشمنی چل رہی تھی بس اتنی سی بات پر زہر پی لیا۔ دشمنوں نے اس کے زہر پینے کی وجہ سارے پنڈ میں مشہور کردی۔ فضلاں بتا رہی تھی کہ نازو تین دن تکلیف کے مارے تڑپتی رہی تھی، جنازے میں بھی دو ایک لوگ ہی شریک تھے کہ مولوی صاحب کا کہنا تھا کہ اس نے حرام موت کو گلے لگایا ہے بخشش کوئی نہیں جانی بس چوہدری صاحب وہ اپنی بہنوں کی راہ کھوٹی کرگئی اب اس کی بہنوں کو کون بیاہنے آئے گا۔ فضلاں تو اٹھتے بیٹھتے اسے کوستی ہے۔'' ہنستا مسکراتا ماحول ایک دم ہی بوجھل ہوا تھا وہاں موجود چاروں نفوس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔
''اللہ بچیوں کے نصیب اچھے کرے...... انہیں نیک ہدایت دے بچیوں کی ذرا سی غلطی پورے گھر کو برباد کردیتی ہے۔'' چوہدری اختر نے کہتے ہوئے ایک جھرجھری لی پھر آفرین کی طرف دیکھا۔
''بیٹا تو کل کالج چلی جانا پر جلدی آجانا۔ ماں کی آکر مدد کرلینا۔'' انہوں نے آہستہ سے کہا۔
''وہ ابا پانچ سو روپے چاہئیں، کالج میں غریب لڑکیوں کی پڑھائی کے لیے ایک تنظیم بنی ہے وہاں چندہ دینا ہے۔'' آفرین نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔
''آفرین تو وہاں پڑھنے جاتی ہے کہ چندہ دینے ایک تو تیرے اپنے اتنے ڈھیروں خرچے اوپر سے یہ چندے گھر میں کوئی قارون کا خزانہ دبا ہے جو تو بے دردی سے پیسے کو پانی کی طرح بہائے جارہی ہے۔'' جنت بیگم نے آفرین کی اچھی خاصی کلاس لی۔
''بھلیے لوکے یہ تو نیکی کا کام ہے، ایسے کام کرنے سے اللہ رزق میں برکت دیتا ہے، ہم گاؤں کے چوہدری ہیں تو اتنا کر ہی سکتے ہیں یہ لے دھیے تو پانچ سو نہیں ہزار روپیہ دے دینا چندے میں ثواب ہوگا۔'' چوہدری اختر نے ہزار روپے کا نوٹ اس کی مٹھی میں دبایا جسے دیکھ کر آفرین کی آنکھیں خوشی سے لودینے لگیں البتہ ماہین کی آنکھیں شرارے برسا رہی تھیں۔

☆☆☆

''اچھا ماہین، میں دو بجے تک گیٹ پر پہنچ جاؤں گی اگر دیر ہوگئی تو مجھے فون کرلینا شکر ہے چوکیدار عظمیٰ کا جاننے والا ہے ورنہ تو کالج سے نکلنا نہ ممکن تھا۔'' آفرین معمول کے ڈائیلاگز دہراتی ہوئی دوپٹا گلے کے

گرد لپیٹ رہی تھی۔

''اب تو باز آ جاؤ آفرین اگر کسی کو پتا چل گیا تو ہماری خیر نہیں، کیا ملتا ہے تمہیں اس آوارہ گردی سے نہ جاؤ پلیز ایسا نہ ہو کہ تم جاؤ اور واپس ہی نہیں آ پاؤ۔'' ماہین کے لہجے سے خوف جھلک رہا تھا۔

''کیا ہوگیا ہے ماہین، میں اکثر ہی تو جاتی ہوں، پہلے کسی کو پتا چلا ہے جو اب چلے گا اور رہی واپس نہ آنے کی بات تو مائی ڈیئر شہر کے سارے راستے مجھے اچھی طرح سے یاد ہیں۔ یقین رکھو میں کہیں گم نہیں ہوں گی، میں دو بجے تک پہنچ جاؤں گی تم سارے لیکچرز اٹینڈ کر لینا۔ ہم شام میں مل کر نوٹس بنا لیں گے۔'' ماہین کے گال تھپتھپاتی وہ دور کھڑی عظمیٰ کی طرف چل دی۔ ماہین اور عظمیٰ میں ابھی تک دوستی نہیں ہو پائی تھی۔

☆☆☆

''چار زنگر برگرز اور چار ٹھنڈی کولڈ ڈرنکس لیکن ذرا جلدی۔'' ویٹر کو آرڈر لکھواتی ہوئی آفرین مکمل طور پر بااعتماد تھی گلے میں چنا ہوا سبز دوپٹا لپیٹے بالوں پر سن گلاسز ٹکائے چلبلی سی آفرین کے کسی بھی انداز سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ وہ گاؤں کی باسی ہے۔

''میم آج کولڈ ڈرنکس میری طرف سے۔'' نوجوان سا ویٹر شوخ ہوا۔

''جی ضرور، آخر ہم ہمیشہ اسی ریسٹورنٹ میں تو آتے ہیں اب اتنا حق تو ہمارا بنتا ہی ہے۔'' ایک ادا سے بولتے ہوئے آفرین نے عظمیٰ، حمیرا اور نوشین کی طرف داد طلب نظروں سے دیکھا۔

''واہ آفرین مزہ آ گیا سچی مفت کا مال واقعی بہت مزے کا ہوتا ہے، یہ کولڈ ڈرنکس صرف اور صرف تمہاری خوب صورتی اور حاضر جوابی کی بدولت ہماری ٹیبل تک پہنچی ہیں آئی ایم پراؤڈ آف یو۔'' نوشین نے ڈرنک کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

''بھئی آفرین ہے ہی اتنی پیاری کہ اسے دیکھنے کے بعد کوئی بھی اپنے ہوش گنوا سکتا ہے ویسے آفرین کیا

یہ آنکھوں سے دیکھنے اور دل سے
پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

دوتارا

محی الدین نواب

اگر میں تیری آنکھ کا آنسو ہوتا
تیرے درد کی سیپ کا موتی ہوتا
تو مجبوراً دکھ درد چھپاتی تب میں
چوکھٹ پہ لرزتا ایک فریادی ہوتا

جو رنج تجھے روئی کی طرح دُھنتا
اسے زمانہ میری زباں سے سُنتا
گھر کی پونجی گھر میں ہی رکھنے کی خاطر
تیرا ہاتھ مجھے موتی موتی چنتا

میں خوشیوں کا ساتھی کبھی نہ کہلاتا
درد کی پہلی ٹیس پہ دوڑا آتا
تو اگر نظروں سے گرا دیتی مجھ کو
میں گرتے گرتے دامن سے لپٹ جاتا

اگر میں تیری آنکھ کا آنسو ہوتا

●

ڈوب جانے کو جو چلو بھر ہے
وہی تو حیا کا سمندر ہے
چپکے چپکے مارتی رہتی ہے
زندگی آستیں کا خنجر ہے

قیمت: 300 روپے

کتاب ملنے کا پتہ:

پلاٹ نمبر A-1، قطار B
دکان نمبر 3، گلشن غزالی، ملیر ہالٹ، کراچی
طٰہٰ پبلیکیشنز فون: 03032310105

تم اس ویٹر سے فون پر رابطہ کروگی۔"عظمیٰ نے آفرین کے سامنے پڑے سفید کاغذ کو بغور دیکھتے ہوئے آفرین سے سوال کیا یہ کاغذ وہی ویٹر ابھی ابھی آفرین کو دے کر گیا تھا اور اس پر درج نمبر پر آفرین کو کال کرنے کی درخواست بھی پیش کی تھی۔

"ارے نہیں بابا، اب میں اتنی بھی ایڈوانس نہیں ہوئی کہ فون پر غیر مردوں سے رابطہ رکھوں۔ میرے والد صاحب کو پتا چل گیا تو میری تکہ بوٹیاں چیل کوؤں کو کھلا دیں گے۔" آفرین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر نمبر لیا ہی کیوں تھا؟" نوشین نے حیرت سے پوچھا۔

"بھئی کولڈ ڈرنکس کے ساتھ ہی یہ نمبر بھی پیش کیا گیا تھا اب اگر صرف کولڈ ڈرنکس ہی اٹھا لیتی تو کتنا چیپ لگتا۔" آفرین نے بے پروائی سے کہا۔

"ویسے آفرین اس میں حرج ہی کیا ہے تمہیں کون سا اس سے شادی کرنی ہے کبھی کبھار بات کر لینا ٹائم بھی پاس ہو جائے گا زبان کا چسکا بھی لگتا رہے گا اور تمہارے والد صاحب کو کیسے پتا چلے گا کہ تم کس سے بات کرتی ہو تم نے تو بتانا نہیں اور انہیں پتا چلنا نہیں تم بات کرنا تو سہی ایسے ہی جسٹ فار انجوائے منٹ۔" عظمیٰ نے برگر کا بائٹ لیتے ہوئے آفرین کو سمجھایا تو اس کے چہرے کے تاثرات نے اسے بتا دیا کہ آفرین جیسے کچے ذہن کی لڑکی اس کی بات مان لے گی۔

"بکواس بند کرو اور جلدی سے یہ سب ختم کرو مجھے آج تین بجے تک گھر پہنچنا ہے۔ آج شام کو آپی کی ڈیٹ فکس ہو رہی ہے۔" آفرین نے مصنوعی غصے سے ان سب کو گھر کا، اپنے حال پر مسرور وہ چاروں یہ بھول بیٹھی تھیں کہ وہ برائی کی انتہا کی جانب تیز رفتاری سے پھسل رہی ہیں اور شاید انہوں نے یہ بھی بھلا دیا تھا کہ برائی گناہ کو جنم دیتی ہے اور ہر گناہ کا انجام سزا ہوتا ہے۔

"مجھے چکر آرہے ہیں آفرین!" عظمیٰ نے ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا جو اسے اپنے گھومتے...... ہوئے سر کے باعث جھولتی ہوئی نظر آرہی تھیں۔

"مجھے بھی چکر آرہے ہیں۔" حمیرا نے بے اختیار اپنے سر کو پکڑا۔

"کہیں اس ویٹر نے کولڈ ڈرنکس میں تو ایسا ویسا نہیں ملا دیا۔" آفرین کے ذہن میں اچانک ایک خوفناک خیال نے جنم لیا۔

"اوہ نو، چکر نہیں یہ زلزلہ ہے...... پاگل جلدی سے باہر نکلو۔" نوشین نے گم بیٹھی حمیرا کو جھنجوڑتے ہوئے کہا۔

"کیا......؟" آفرین کا دل پاتال کی گہرائی میں ڈوبا۔ اس غیر ملکی شاندار سے ریسٹورنٹ کی پُرشکوہ عمارت کسی بدمست ہاتھی کی طرح دائیں بائیں جھول رہی تھی لوگ گھبراہٹ میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔

"اس طرف......" عظمیٰ نے اپنے آپ کو بدقت سنبھالتے ہوئے آفرین کا یخ ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف دوڑ لگائی لیکن اسی لمحے لرزتی ہوئی چھت پوری قوت سے ان کے سروں پر آگری۔

"آپی کی سسرال والے آج ان کی شادی کی تاریخ لے کر نہیں جائیں گے، اب میری بہنوں کو بھی کوئی بیاہنے نہیں آئے گا، ان کی راہ تو میں نے کھوٹی کر دی ناں...... میرے رعب داب والے ابا اب کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے اور میری اماں...... وہ بھی اپنی ساری زندگی مجھے کوستے ہوئے ہی گزاریں گی۔ ہاں یہی ہوگا یہی تو ہوگا جب میری لاش انہیں کالج کے بجائے یہاں اس ریسٹورنٹ سے ملے گی۔ کون یقین دلائے گا انہیں کہ میں گناہ گار نہیں ہوں، میں یہاں ان کی عزت روندنے نہیں آئی تھی۔ ہاں میں بتا دوں گی انہیں...... ہاں میں بتا دوں گی روزِ حشر لیکن یہاں اس دنیا میں میرے جیسی لڑکیوں کو کون بتائے گا کہ وہ کام جو چاہے چھوٹا ہو یا بڑا چھپ کر کیا جائے تو وہ گناہ ہوتا ہے اور گناہ کی سزا مل کر ہی رہتی ہے۔"

موت کے گہرے اندھیرے میں اترتی ہوئی آفرین کی آخری سوچ میں ڈھیروں پچھتاوا چھپا ہوا تھا۔